رجسٹرڈ نمبر ۱۱۱

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کرونگا دور اس سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

جو ہوگا ایکن محبوب میرا
دکھا دونگا کہ اک عالم کو پھیرا

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

ایڈیٹر
فاروق
پروپرائیٹر
خاکسار
قاسم علی

جلد ۲ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۸ر جنوری سنہ ۱۹۱۷ء | نمبر ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

ایوان خلافت حضرت امیرالمومنین فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اب اچھی ہے حضور ۱۵ر جنوری بروز پیر بٹالہ شریف لے گئے۔ حضور نماز صبح پڑھکر روانہ ہوئے حضور کے ہمرکاب صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب اور مکرمی مولوی شیر علی صاحب و خلیفہ رشید الدین صاحب و مولوی حافظ روشن علی صاحب و میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل و شیخ یعقوب علی صاحب تراب و مفتی فضل الرحمٰن صاحب و شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی و چند دیگر اصحاب بھی گئے تھے اگلے دن ۱۶ر کو قریب مغرب بخیریت تمام واپس تشریف لے آئے۔

خاندان رسالت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا معہ دیگر صاحبزادگان سلمہم الرحمٰن و جمیع متعلقین رضوان اللہ علیہم اجمعین بخیریت ہیں۔

نواب صاحب قبلہ کی طبیعت کچھ علیل ہے احباب دعا کریں کہ اللہ صحت دے آمین

موسم تین چار روز سے ابر رہتا ہے مگر بارش نہیں ہوتی بارش کی سخت ضرورت ہے اللہ رحم کرے

سیویاں بنانے کی اعلیٰ مشین

سلسلہ کے احمدی برادران میں سے چند بھائی لوہار کا اعلیٰ کام کرتے ہیں خصوصاً سیویاں بنانے کی مشین نہایت عمدہ اور مضبوط بناتے ہیں جسمیں ایک گھنٹہ میں بہت سا میدہ نکل سکتا ہے اور صرف ایک آدمی اس پر کام کرتا ہے دن بھر میں من دو من نکلنا بھی ممکن ہے مشین پائیدار ہے مضبوط ہے گھر کے استعمال کے قابل ہے احمدی احباب کے لئے اسکی قیمت آجکل بوجہ گرانی لوہا وغیرہ صرف چھ روپے ہے آرڈر دینے پر وہ تیار ہوگی آرڈر کے ساتھ نصف قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنی چاہئے۔ اور پتہ اپنا صاف و خوشخط ہو۔ ریل کے ذریعہ کم محصول لگیگا ڈاکخانہ کی معرفت زیادہ ہوگا اسلئے ریلوے اسٹیشن کا پتہ ٹھیک دینا چاہئے۔ تاکہ ریلوے پارسل کے ذریعہ مشین روانہ کی جائے۔ محصولڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوگا۔

میاں اللہ دیا ور رحمت اللہ احمدی لوہاران سامانہ ریاست پٹیالہ

پیغام پارٹی کا ارتداد

مولوی محمد علی صاحب امیر پیام اور ان کے ہمخیال اکیس پیام کے ارتداد پر لاجواب رسالہ ہے جسکی چند کاپیاں باقی ہیں احباب ۱۰ر کے ٹکٹ بھیجکر دفتر فاروق سے طلب فرمائیں

مینجر

القول المحمود

مصنفہ مولنا سرور شاہ صاحب نے مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کے رسالہ القول المجد فی تفسیر اسمہ احمد کا دندان شکن جواب اس رسالہ میں دیا ہے جس کا حجم قریباً دوسو صفحے ہے اور قیمت صرف ۸ر جلد منگوا کر خود پڑھیں اور غیر مبائعین کو بھی پڑھائیں

ملنے کا پتہ

دفتر فاروق قادیان ضلع گورداسپور

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ایم قاسم علی نے چھپوا کر شائع کیا

مختصر نوٹ

خواجہ کمال الدین کی ذلت

اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے لئے خاص غیرت رکھتا ہے ہمارا مبلغ لنڈن میں احمدیت کی تبلیغ کر رہا ہے اور دو کنگ مشن سے کچھ تعرض نہیں رکھتا۔ مگر خواجہ صاحب خود بخود بیچ میں چلے جاتے ہیں اور اسکے خلاف غلط فہمی پھیلاتے ہیں۔ کوئی اس بندۂ خدا سے پوچھے کہ تم احمدی بنانے کا حوصلہ نہیں رکھتے تو بلا سے مگر جب کوئی دوسرا احمدی بناتا ہے تو تمہیں اس سے کیوں تکلیف پہنچتی ہے۔ آخر تم بھی احمدی ہونے کے مدعی ہو۔ خواجہ صاحب ہمارے مبلغ کے خلاف وہاں روکیں پیدا کرنے سے جب خوش نہ ہوئے تو یہ کہنا شروع کیا کہ احمدی مبلغ اسلام کو ذلیل کر رہا ہے مگر خدا نے خود ان کے گھر میں ایک کیس کر کے بتا دیا کہ اسلام کو ذلیل کرنا اسے کہتے ہیں۔ وہی جسے شاہباز بنایا جاتا تھا اور جس نے بقول خواجہ صاحب ان کے سر پہ کامیابی کا سہرا باندھا ایسے الزام میں ماخوذ ہوا جو اسلامی نقطۂ خیال سے، بالخصوص خواجہ صاحب کو ذلیل کرنے والا ہے۔ کیا یہی وہ مسلمان ہیں کہ جن پر ناز کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ یہ تو ایک مجدد کے کرنیکا کام تھا جو میں نے کیا مطلب یہ کہ یہ کام ایک مجدد کا ہے پہلے اسکا اعتراف کرو تو پھر مجھے مجدد ماننے میں کسی کو عذر ہو سکتا ہے اب ذرا وہ خبر پڑھئے جو سٹیٹسمین میں بایں الفاظ چھپی ہے۔۔

"کلکتہ کا اخبار سٹیٹسمین لکھتا ہے کہ ۳۱ اکتوبر کو لارڈ ہیڈلے کو واٹرلو سٹیشن کے باہر مے نوشی اور بدامنی کے جرم کی جوابدہی کے لئے پولیس کورٹ لنڈن میں حاضر ہونا پڑا لیکن مقدمہ کی سماعت کے روز یکم نومبر کو وہ عدالت میں حاضر نہ ہوئے ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ اس روز کیوں نہیں عدالت میں آئے اور کیوں ان کی ضمانت ضبط نہ کیجائے۔

ایک سپاہی نے بیان کیا کہ جب ان کو واٹرلو سٹیشن سے باہر نکال دیا گیا تو انہوں نے سڑک پر جا کر ایک عورت کے گلے میں ہاتھ ڈالدئے بہت سے لوگ اکٹھے جمع ہو گئے جس وقت سپاہی نے ان کو گرفتار کیا تو ان کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی وہ لڑکھڑا کر چل رہے تھے انکا طرز انداز ثابت کرتا تھا کہ وہ کوئی شریف آدمی نہیں۔

ایک پولیس سارجنٹ نے کہا کہ لارڈ ہیڈلے کے طریق اور انداز گفتگو پر شراب کا اثر نمایاں طور پر نظر آتا تھا۔

انسپکٹر پین نے بیان کیا کہ جب انہوں نے لارڈ موصوف کو اپنے چارج میں لیا تو انہوں نے راستہ میں دو مرتبہ گرنے اور گرون میں ہاتھ ڈالکر ناک کاٹنے کی کوشش کی۔ لیکن میں نے اسکا بُرا نہ مانا اور خیال کیا کہ محض تفریح کے طور پر وہ ایسا کر رہے ہیں۔

جب لارڈ ہیڈلے اپنا بیان دینے کے لئے کمرۂ عدالت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حلف لینے سے انکار کر دیا۔ کہا میں ایک مدت تک سول انجینئر کا کام کرتا رہا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ میں نے کوئی سرکاری عہدہ قبول نہیں کیا۔ ۳۰ اکتوبر کی رات کو میں بعض پیچیدہ معاملات پر غور کرتا رہا اور جب ۳۱ کی شام کو سٹیشن میں داخل ہوا تو نیند کا بیحد غلبہ تھا مجھے یاد ہے کہ میں نے ۳۱ اکتوبر کو محض ایک ہلکی قسم کی شراب کی صرف دو بوتلیں پی تھیں اور ایک قہوہ کی پیالی پی تھی۔

سرکاری وکیل نے سوال کیا۔ کیا تمنے کسی عورت کے گلے میں ہاتھ ڈالے تھے؟

لارڈ ہیڈلے "ہرگز نہیں"۔ اگر ایسا ہوتا تو میں کسی نوجوان عورت کا بوسہ لینے کی کوشش کرتا۔ میں ایسا بارہا کر چکا ہوں۔ نہ کہ ایک بوڑھی عورت کا بوسہ لیتا۔ جیسا اس سپاہی نے بیان کیا ہے یہ تو بالکل تمسخر انگیز ہے"۔

عدالت نے لارڈ مذکور کو ۔ اشلنگ جرمانہ کی سزا دی۔ کیا اس واقعہ کے بعد بھی مسلمان لارڈ ہیڈلے کو مسلمان کہنے کو تیار ہونگے۔ (پ کاش)

پیسہ اخبار کا دندان شکن جواب

مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے لئے یہ چٹھی اخبارات کو بھیجی ہے کہ قادیان کی احمدی جماعت حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیغمبر آخر زمان نہیں سمجھتی بلکہ مرزا غلام احمد کو آخری پیغمبر جانتی ہے اور ہم (پیامی) حضرت محمد کو خاتم الرسل مانتے ہیں۔ اور مرزا غلام احمد کو نہ صرف مجدد مانتے ہیں مرزا صاحب کے منکر کو کافر نہیں کہتے پیسہ اخبار نے اسپر سوال کیا ہے کہ جب تم نہ ہمارے اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہو اور نہ ہمارے جنازے تو کسطرح احمدیوں سے علیحدگی اور عام مسلمانوں سے مشارکت کا ادعا کر سکتے ہو۔

خبرین

جرمن نقصان جان

لنڈن ۱۱ جنوری بابت ماہ دسمبر۔ مظہر ہے کہ ۸۸۲۹۱ جانوں کا نقصان ہوا جس میں سے ۱۵۱۶۰ ہلاک شدہ ہیں۔

سوئزرلینڈ پر حملے کا خطرہ

لنڈن ۱۰ جنوری لاڈسین۔ اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار مظہر ہے کہ باوجود جرمنی کے انکار کے اہل سوئزرلینڈ کا خیال ہے کہ مغرب میں زبردست ضرب پہنچا کر آئندہ تین ماہ میں صلح کرنے کی زبردست کوشش میں جرمنی اغلباً سوئزرلینڈ پر حملہ کریگا تین اغلبات پر بحث کی جاری ہے۔ اول اسٹریا سے براہ سینٹ گوتہارڈ اٹلی کی طرف دوم جرمنی سے براہ پورنٹری بیلفوٹ کی طرف اور تیسرے جرمنی سے براہ شاہسن فرانس کے صنعتی قلب کی طرف سوئزرلینڈ کے فوجی ماہر خیال کرتے ہیں۔ تینوں اطراف سے ایک ساتھ حملہ ہونا اغلب ترین ہے

البانیا میں اطالوی فتح

لنڈن ۱۱ جنوری۔ ہمنے البانیا کے علاقہ گورٹسرا میں مقام گرمینائی پر قبضہ کر لیا ہے۔

روس کا نیا وزیر اعظم

لنڈن ۱۲ جنوری۔ پیٹروگریڈ۔ نیا وزیر اعظم اکسٹیریم رایٹ کا پرنس نکولاس گولکر مائن ہے۔

عراق عرب میں جارحانہ کارروائی

لنڈن ۱۱ جنوری۔ عراق عرب کا ایک سرکاری تار منظر ہے کہ پہلے چہار شنبہ کے روز شمال مشرق کی طرف کی کثیر التعداد خندقوں پر قبضہ کر لیا۔

یونان کی صلح کے متعلق گفتگو

لنڈن ۱۱ جنوری۔ ایتھنز الٹی میٹم کے جواب میں یونان نے تمام مراعات کو شرائط کے ساتھ قبول کیا ہے جسمیں ناکہ بندی کا اٹھایا جانا بھی شامل ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق قادیان

مورخہ ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء

مسیح موعود کی وحی مقدم ہے یا حدیث؟

(سلسلہ کے لئے دیکھو فاروق مورخہ ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء)

(نمبر ۴)

گذشتہ نمبر میں ہمنے وعدہ کیا تھا۔ کہ آئندہ پرچہ میں بتایا جائیگا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے جو اپنی وحی کے متعلق لفظ شرط لکھا ہے۔ وہ اقسام شرائط میں سے کس قسم کی شرط ہے۔ چونکہ شرائط کی تین قسموں کی مثالیں ہم قرآن مجید سے گذشتہ نمبر میں درج کر چکے ہیں اسلئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو یہ فرمایا کہ حکم کی وحی مقدم ہے احادیث ظنیہ پر بشرطیکہ حکم کی وحی مطابق ہو قرآن کے اور بشرطیکہ وہ احادیث مخالف ہوں قرآن کے یہ شرط کی تینوں قسموں میں سے کونسی قسم کی شرط ہے۔ ممکن یا ناممکن یا واجب سو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ

تیسری قسم کی شرط ہے جو واجب ہوتی ہے

جسکی تفصیل یہ ہے :۔

پہلی قسم نہیں

اول ہم شرط کی پہلی قسم ممکن تصور کرتے ہیں جو کبھی پوری ہو اور کبھی نہ پوری ہو یعنی جس کا پورا ہونا یا نہ ہونا مساوی ہو کہ اگر حضرت صاحب کی مراد پہلی شرط ہو تو اسکے یہ معنی ہوں گے کہ حکم کی وحی کبھی تو قرآن کے مطابق ہو گی اور کبھی خلاف حالانکہ یہ ممتنع ہے کیونکہ خدا کے دو قول آپس میں کبھی مخالف نہیں ہو سکتے۔ مخالف ہونیکی حالت میں ضروری ہے کہ دونوں میں سے ایک خدا کا قول نہ ہو اور حضرت صاحب کی وحی کا قرآن کے مخالف ہونا دلالت کرتا ہے۔ کہ وہ وحی خدا کا قول نہیں اور جب ممکن ہو گیا کہ حضرت صاحب کے بعض الہام خدا کا قول نہ ہوں تو تمام الہام یقینیات کے درجہ سے یقیناً گر گئے اور انکا مرتبہ یقین کا نہ رہا مگر حضرت صاحب نے ہمیشہ فرمایا کہ

میرا الہام یقینی اور میری وحی کا سرچشمہ یقین ہی ہے

بلکہ آپنے بارہا اپنی کتابوں اور تقریروں میں فرمایا کہ اگر میں ایک منٹ کے لئے بھی اپنی وحی میں شک کروں تو میں کافر ہو جاؤں۔ جس سے ثابت ہے کہ آپکی وحی یقینی ہے اور جو یقینی ہو وہ ظنی نہیں ہو سکتی اور جو ظنی نہ ہو وہ کبھی قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتی پس حضرت صاحب کا مواہب الرحمٰن میں تحریر فرمانا کہ میری وحی کو مقدم کرو بشرطیکہ وہ قرآن کے مطابق ہو اس شرط سے پہلی قسم کی شرط جسے شرط ممکن کہتے ہیں جو کبھی پائی جائے اور کبھی نہ پائی جائے) مراد نہیں ہو سکتی تو کیا پھر دوسری قسم کی شرط ہے؟

دوسری قسم بھی نہیں

اگر دوسری قسم کی شرط مراد ہو جو ناممکن ہوتی ہے یعنی کبھی بھی پوری نہ ہو تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ حضرت اقدس کی وحی کبھی بھی قرآن کے مطابق لیکن ایسا تو منکرین نبوت و باغیان خلافت بھی تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت اقدس کی ہر ایک وحی قرآن کے خلاف ہے لہذا یہ قسم دوم کی شرط بھی نہیں ہو سکتی تو اب شرط کی صرف تیسری قسم باقی ہے جو واجب ہوتی ہے جس کا پورا ہونا لازمی اور یقینی ہوتا ہے سو یہی تیسری قسم کی شرط مواہب الرحمٰن والے حوالہ میں مراد ہے

تیسری قسم ضرور ہے

مواہب الرحمٰن میں اس تیسری قسم کی شرط کا ہونا اس بات کو لازم کرتا ہے کہ حضرت صاحب کی ہر ایک وحی قرآن کے مطابق ہے پس جب ہم یہ تسلیم کر لیں کہ ہر ایک وحی قرآن کے مطابق ہے تو پھر ہم اسکی کسی حدیث سے متناقض دیکھیں تو کس طرح وحی کو چھوڑ کر حدیث کو مقدم کر سکتے ہیں جبکہ ہمیں حدیث کے متعلق کامل یقین نہیں کہ یہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے ظنی چیز کو یقینی پر مقدم کرنا جہالت سے بڑھکر ضلالت بھی ہے۔ غرض مواہب الرحمٰن والے حوالہ میں شرط سے مراد تیسری قسم کی شرط مراد لینے کے بعد پانچ طریق سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ

مسیح موعود کی وحی حدیث پر مقدم ہے

طریق اول

جب تیسری قسم کی شرط ماننے سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت صاحب کی ہر وحی قرآن کے مطابق ہے تو اسے ہم کبھی مؤخر نہیں کر سکتے حدیث سے کیونکہ احادیث ظنی ہیں جنمیں کذب کا احتمال لگا ہوا ہے جنکے متعلق یہ یقین نہیں کہ وہ ضرور قرآن کے مطابق ہیں۔ چنانچہ بخاری تک کی بعض حدیثیں حضرت مسیح موعود نے اسلئے چھوڑ دیں کہ وہ قرآن مجید کے خلاف ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم صدیقاً نبیاً کے متعلق ثلث کذبات تین جھوٹ بولنے والی روایت۔

دوسرا طریق

حضرت صاحب کی وحی اور کوئی حدیث جب متناقض ہو جائے تو یہ مطلب ہو گا کہ دونوں میں سے ایک صحیح ہے اور دوسری غلط اور تیسری قسم کی شرط کے مطابق ثابت ہے کہ حضرت اقدس کی ہر وحی قرآن کے مطابق ہے تو لازمی نتیجہ نکلا کہ متناقض اور متخالف کے وقت حضرت صاحب کی وحی حدیث پر مقدم ہے کیونکہ وہ قرآن کے مطابق ہے۔

تیسرا طریق

منکرین نبوت و خلافت سے ہم پوچھتے ہیں کہ ہر حدیث جو حدیث کی کتابوں میں منقول ہے۔ اس کا قرآن کے مطابق ہونا واجب ہے یا ممکن؟ اگر واجب ہے تو حدیث ظنی علم نہ رہا کیونکہ جب ہر حدیث قرآن کے مطابق ہے اور ایک حدیث بھی جو منقول ہے قرآن کے مخالف نہیں تو پھر حدیث بھی قرآن کی طرح یقینی ہوئی۔ کیونکہ جو بات یقیناً قرآن کے مطابق ہے وہ ظنی نہیں بلکہ یقینی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود حکم عدل نے حدیث کو ظنی ہے دیکھو اعجاز احمدی صفحہ ۲۸۔ جہاں پر فرمایا ہے کہ :۔

"ماسوا اسکے اگر نہایت نرمی کریں تو ان حدیثوں کو ظن کا مرتبہ دے سکتے ہیں اور یہی محدثین کا مذہب ہے"

اور اگر وہ کہیں کہ ہر حدیث کا قرآن کے مطابق ہونا واجب نہیں بلکہ ممکن ہے تو انہیں واضح رہے کہ ممکن کے دونوں پہلو مساوی ہوتے ہیں۔ یعنی اگر ایک روایت کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہونا ممکن ہے تو دوسری روایت کیلئے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ آپکا قول نہ ہو بلکہ کسی اور کا ہو اور جب حدیث ظنی علم ہوا تو اسکے لئے ضروری نہیں۔ کہ ہر حدیث منقول قرآن کے مطابق ہو۔ پس جب حدیث کے بارے میں ہمنے یہ مذہب رکھا تو کس طرح حدیث کو ہم حکم کی وحی پر جو یقینی ہے کہ مطابق قرآن کے ہے مقدم کر سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوتھا طریق جب تیسری شرط نے ثابت کردیا۔ کہ حضرت صاحب کی وحی قرآن کے مطابق ہی اور یقینی ہے اور اسکے بعد جو شخص حکم کی وحی اور حدیث کے متناقض ہونے کی صورت میں حدیث کو مقدم کرتا ہی وہ گویا حدیث کو صرف وحی پر مقدم نہیں کرتا بلکہ حدیث کو قرآن مجید پر مقدم کرتا ہی کیونکہ اسنے ایسی بات کو چھوڑ دیا جو قرآن کے مطابق ہی اور اسکے خلاف کو قبول کیا اور جو بات قرآن مجید سے مطابقت رکھنے والی بات (حکم کی وحی) کے خلاف ہوگی وہ خود قرآن مجید کے مخالف ہوگی پس جو شخص حکم کی وحی کو چھوڑ کر اس سے متناقض حدیث کو مقدم کرتا ہی وہ دراصل قرآن کی بات کو غلط سمجھتا ہے اور حدیث کو قرآن پر مقدم کرتا ہی

پانچواں طریق ہم غیر مبایعین سے پوچھتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کی وحی کو ظنی مانتے ہیں۔ یا یقینی؟ اگر یقینی مانتے ہیں تو پھر اسے حدیث پر جو ظنی ہے کیوں مقدم نہیں کرتے؟ اور اگر مسیح موعود کی وحی کو ظنی مانتے ہیں تو کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ ظنی وہ بات ہوتی ہے جسمیں جھوٹ کا احتمال ہو جیسا کہ حضرت صاحب اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہیں۔ کہ "ظن وہ ہے جس کے ساتھ کذب کا احتمال لگا ہوا ہو" اور اگر حکم کی وحی ظنی ہے جسمیں کذب کا احتمال ہے تو ان کو حضرت صاحب کی وحی میں جھوٹ کا وجود ماننا پڑا۔ اور جھوٹ کی دو ہی صورتیں ہوتی ہیں یا تو کہنے والے نے جھوٹ بولا یعنی خدا نے (معاذ اللہ) یا راوی اور لوگوں تک پہنچانے والا جھوٹا ہے یعنی مسیح موعود (اعاذنا اللہ) اب اگر حضرت صاحب کی وحی کو ظنی ٹھہراتے ہو تو تسلیم کرو کہ حضرت صاحب کی وحی میں جھوٹ کا احتمال ہی اور اس طرح خدا یا مسیح موعود میں سے ایک کو جھوٹا ٹھہراؤ۔ لیکن اگر دونوں کو سچا سمجھتے ہو اور وحی میں کذب کا احتمال نہیں مانتے تو مسیح موعود کی وحی یقینی ہوئی جو حدیث پر بہر حال مقدم ہوئی کیونکہ حدیث ظنی ہی فافہم وتدبر ولاتکن من الجاہلین۔

پانچویں نمبر میں ہم انشاء اللہ اس ساری بحث کا خلاصہ لکھینگے۔ تاکہ ناظرین فاروق اسکو یکجائی طور پر پڑھکر جواب سمجھ لیں۔ فانتظروا۔

ہم اور ہمارے مخالفین

حیات و ممات مسیح

"شرق گورکھپور میں ایک مضمون حیات مسیح کی تائید میں چھپا ہے جس کا یہ جواب ہیں (اکمل) نے مشرق کو بھیجا ہے"

آپکے اخبار میں ایک مضمون کسی مولوی صاحب کی طرف سے حیات مسیح کے اثبات میں چھپا تھا مینے اسے سرسری نظر سے دیکھا اور اپنے عقاید کے خلاف کم مؤثر پاکر اسے قابل نوٹس نہ سمجھا کیونکہ اکثر باتیں ان میں اکثر رکیک تھیں۔ مثلاً یہ کہ ستارہ زمین کے قریب آگیا اور مسیح چھلانگ مار کر اسمیں چلے گئے لیکن دوسرے نمبر میں آپکی تائید اور تعریف دیکھکر مکرر وہ پرچہ فائل سے نکلوایا اور اول سے آخر تک بغور تمام وہ مضمون پڑھا۔ میں نہایت ادب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بات کو ثابت کرنیکے لئے یہ طریق نہیں کہ یوں ہوگیا ہوگا پھر یوں کیا گیا ہوگا۔ یا یہ امر ممکن ہے کیونکہ امکان اور وقوع لازم ملزوم نہیں یعنی ہوسکتا ہے کہ ایک چیز ممکن ہو۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ واقعہ بھی ہوئی ہو پس آپکے مولوی صاحب کا مضمون ان لوگوں پر شاید حجت ہوسکے۔ جو موجودہ فلسفہ اور سائنس سے مرعوب ہوکر وفات مسیح کے قائل ہیں اور جو مسیح کی شبیہ کسی اور پر پڑنے کی صرف اس وجہ سے منکر ہیں کہ ایسا ہو نہیں سکتا ہم مسیح کو دیگر انبیاء کے مانند فوت شدہ تسلیم کرتے ہیں مگر نہ اسلئے کہ آسمان پر چڑھ جانا عقل کے یا سائنس کے خلاف ہے بلکہ اسلئے کہ قرآن مجید فرماتا ہے آسمان پر کسی بشر کا بجسدہ العنصری جانا سنۃ اللہ کے خلاف ہے سنت اللہ کا احاطہ ہم نہیں کرسکتے۔ مگر جب خدا خود فرماتا ہے کہ میری یہ سنت ہے کہ میں کسی بشر رسول کا ارتقا فی السماء نہیں کرتا تو ہمیں ماننا پڑتا ہے اس طرح قرآن مجید فرماتا ہے کہ مسیح قیامت کے روز خدا تعالےٰ کے حضور میں عرض کریگا وکنت علیہم شہیدًا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ یعنی جب تک میں ان میں رہا انکا نگران حال تھا۔ لیکن جب میرا انتہا ان میں موقوف ہوا کس ذریعہ سے؟ وفات کی وجہ سے تو پھر تو ہی ان کا نگران تھا۔ مجھے اسکا علم نہیں کہ انہوں نے اپنا کیا عقیدہ بنالیا۔ اس آیت میں توفیتنی کے معنے میں نے "وفات دی تو نے مجھے" کئے ہیں اسکے تین ثبوت میں پیش کرتا ہوں۔ اگر کسی کو یہ معنے مسلم نہیں تو چاہیئے کہ وہ اسی پایہ کے احادیث ولغت سے اسکی تردید کرے۔

(۱) یہ کہ بخاری میں ہے متوفیک ممیتک متوفی کے معنے موت دینے والا ہوں۔ تجھے۔ یعنی توفی کے معنے موت کے ہیں۔

(۲) بخاری شریف میں ہے کہ جب قیامت کے روز بعض اصحاب کو فرشتے دوزخ کی طرف لئے جارہے ہونگے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ فرمائینگے یہ میرے اصحاب ہیں یہ میرے اصحاب ہیں تو جواب ملے گا۔ آپ کو کیا معلوم ہے کہ آپکے بعد انہوں نے کیا کچھ کیا تو حضور فرماتے ہیں۔ اسوقت میں کہونگا جیسا کہ عیسےٰ ابن مریم نے کہا (اقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدًا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم) دیکھئے یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ اپنے لئے وہی لفظ استعمال فرماتے ہیں جو عیسےٰ بن مریم علیہ السلام کے لئے ہے) اور تمام مسلمان اسکے معنے "محجب وفات دی تو نے مجھے" کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ آیت میں اسکے معنے آسمان پر اٹھا لینے کے کئے جاویں۔ اب میں جملہ استدلال بتاتا ہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تک میں انمیں رہا وہ توحید پر قائم تھے۔ تثلیث پر ایمان لانا اور توحید چھوڑ دینا میری وفات کے بعد ہوا ہے پس اب ہم دیکھتے ہیں کہ مدعیان اتباع مسیح تثلیث کے قائل ہیں تو ثابت ہوا کہ مسیح فوت ہوچکے ہیں کیونکہ مسیح علیہ السلام شہادت دے رہے ہیں کہ تثلیث کے قائل میری وفات کے بعد ہوئے۔ نہ کہ پہلے اس بات کو خوب ذہن نشین کرلینا چاہیئے کیونکہ بعض علماء ہمارے استدلال کو نہ سمجھتے ہوئے جواب دیتے ہیں کہ قیامت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روز تو آخر مسیح وفات پا ہی چکے ہونگے پس اسوقت ان کا فلما توفیتنی کہنا صحیح ہے ہمارا استدلال یہ نہیں ہے کہ چونکہ مسیح کہتے ہیں تو نے مجھے وفات دی اس لئے مسیح فوت شدہ ہیں بلکہ ہمارا استدلال یہ ہے کہ مسیح اپنے متبعین کا قائل تثلیث ہونا اپنی وفات کے بعد کا واقعہ بتلاتے ہیں پس جب ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان کے پیرو اس توحید پر نہیں جو انبیاء علیہم السلام بتلاتے ہیں تو ماننا پڑیگا کہ وفات بھی ہو چکی ہے۔

دوم۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسیح دوبارہ آسمان سے نازل نہیں ہونگے اور نہ بذاتہ و بنفسہ تبلیغ و اشاعت اسلام کرینگے۔ کیونکہ اگر وہ آئیں اور چالیس سال یہاں ٹھہریں تو لامحالہ انہیں علم ہو جائیگا کہ مجھے معبود بنایا گیا ہے اور میری امت بجائے توحید اسلامی کے تثلیث کی قائل ہے پس وہ قیامت کے دن جناب باری میں یہ کسطرح کہہ سکتے ہیں کہ مجھے علم نہیں آپ ہی نگران حال تھے کیونکہ دوبارہ آنے کی صورت میں ان کو علم ہے یہ ہے وہ زبردست دلیل جو قرآن مجید سے ہم وفات مسیح ابن مریمؑ پر رکھتے ہیں اسکے سامنے تمام فلسفہ اور سائنس کی کچھ حقیقت نہیں اگر آپکے مولوی صاحب میں کچھ طاقت ہے تو وہ مہربانی فرما کر اسکی تردید کریں اور قیاسات پر عقیدہ کی بنیاد نہ رکھیں کہ یوں ہو گیا ہوگا۔ اور یوں بنگیا ہوگا۔ رفع کا لفظ بھی وفات کے اثبات کے بعد توفی سے کے ماتحت رہیگا اور اس سے مراد روح کا رفع لینا ہوگا۔

ستارہ صبح اور مسئلہ اسمہ احمد

مولوی ظفر علیخان اپنے ہفتہ وار رسالہ میں اسمہ احمد کی بحث چھیڑ بیٹھے ہیں۔ جس پر ایک آرٹیکل فاروق میں چھپ چکا ہے افسوس ہے کہ آپنے حضرت اولوالعزم خلیفہ ثانی مرزا محمود احمد صاحب کے دعوے سے صحیح واقفیت پیدا نہیں کی اور اسپر قلم فرسائی شروع کر دی۔ یکم جنوری کے پرچہ میں آپ لکھتے ہیں۔

"ہمیں انتظار تھا کہ جناب مرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب ہماری گذارشات کے جواب میں اس بات کو ثابت کر دینگے کہ

(۱) اسمہ احمد میں اسم کے معنے صفت کے ہیں

(ب) جو احادیث قولی ہمنے پیش کی ہیں۔ وہ اسناداً مشتبہ الروایت یا وضعی ہیں۔

حالانکہ ہمیں ہرگز ضرورت نہیں کہ اسم کے معنے صفت ثابت کریں کیونکہ ہمارا دعویٰ تو یہ ہے۔ کہ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں جس رسول کی بشارت ہے اسکا نام احمدؐ بتایا ہے صفت احمد نہیں بتائی۔ پس دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی اسم مبارک احمد تھا۔ آیا والدین نے آپکا یہ نام رکھا یہ آیا خدا تعالےٰ نے کبھی یا احمد یا محمد رسول اللہ کی طرح احمد رسول اللہ فرمایا۔ آیا صحابہ کرام اور دیگر متعلقین اس نام سے آپ کو پکارتے تھے آیا عبادات میں کبھی یہ نام آپ کا لیا گیا جب یہ ثابت نہیں ہو سکتا تو ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت کا نام احمد تھا اور اس آیت زیر بحث میں جس رسول کی بشارت ہے اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات والاصفات ہے ہاں چونکہ آپ تمام نبیوں کے کمالات بلکہ کل انسانوں کے کمالات کے جامع تھے اسلئے صفاتی طور پر یہ نام آپ پر بھی صادق آتا ہے کیونکہ احمد کے معنے ہیں خدا کا پرستار اور اس کی عنایات کا شکر گذار۔ اور رسول اللہ سے بڑھکر کون ہے جو خدا کا پرستار اور اس ذات اقدس کا شکر گذار ہے۔ پس اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ آپ احمدؐ تھے جیسا کہ آپ مہدی بھی تھے عیسےٰ بھی تھے داؤد بھی تھے موسیٰ بھی تھے آدم بھی تھے۔ اسی تشریح سے اس حدیث (یا احادیث) کے معنی بھی حل ہو سکتے ہیں جو آپنے پیش کی ہے یعنی رسول اللہ نے جو اپنے آپ کو معقفی۔ حاشر۔ نبی التوبہ۔ نبی الرحمہ فرمایا تو یہ آپکے نام نہیں بلکہ صفات ہیں اسی طرح اس حدیث میں احمد جو فرمایا تو یہ مراد نہیں کہ احمد آپکا اسم ہے۔ بلکہ آپ کی صفت ہے۔ جیسے حاشر۔ عاقب اور ماحی صفت ہے اور آیت میں جو احمد رسول کا ذکر ہے تو احمد اسکا اسم ہے یہ نہیں کہ نام کچھ ہو اور یوں وہ احمد یعنی خدا کا پرستار اور اسکی عنایات کا شکر گذار ہو۔ اسکی مثال سن لیجئے کہ مثلاً عبداللہ کسی کا نام ہے اب اسمیں کچھ شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی عبداللہ ہیں۔ بلکہ یہ نام آپکا قرآن مجید میں بھی آیا ہے مگر جب کوئی عبداللہ کہے گا تو بولے گا وہی جس کا نام عبداللہ ہوگا۔ وہ مراد نہیں ہوگا جس پر محض صفت کے لحاظ سے اس اسم کا اطلاق ہو سکتا ہے پس رسول اللہ کا انا احمد فرمانا یہ ظاہر نہیں کرتا۔ کہ آپ آیت ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق ہیں کیونکہ یہ تو آپنے اپنی ایک صفت بیان فرمائی جیسے ماحی اور حاشر اور عاقب اور معقفی۔ اس حدیث میں تو محمد بھی بطور صفت آیا ہے نہ کہ نام۔ اگر انا احمد کہنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا اسم احمد تھا۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ ماحی۔ عاقب معقفی بھی آپکا اسم تھا۔ حالانکہ یہ آپ کو بھی مسلم نہیں۔ مینے بہت وضاحت کر دی امید ہے اب آپ خوب سمجھ گئے ہونگے کہ حضرت اولوالعزم سیدنا محمود کیا کہتے ہیں

اظہار النصائح پر ایک سرسری نظر

(۱)

روزانہ پیسہ اخبار میں ایک صاحب نے مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کا نام لے کر ان پر اعتراض کیا تھا۔ کہ حدیث میں اذا انزل ابن مریم فیکم آیا ہے۔ ابن مریم علم ہے۔ اور علمیت میں متکلم اور مخاطب دونوں کا بطور معہودیہ کے واقف ہونا شرط علمیت ہے جو مرزا صاحب کو حاصل نہیں کیونکہ مخاطب صحابہ تھے جو مرزا صاحب کو نہیں جانتے۔ اس اعتراض کا جواب سید صاحب کو نہیں آیا تو بعینہٖ یہی اعتراض حضرت خلیفہ ثانی پر کر دیا۔ کہ اسم احمد جو علم ہے بوجہ معہودیت اور معلومیت کے سوائے نبی کریم کے کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا (اظہار النصائح صفحہ ۱۲)

"چونکہ علمیت میں متکلم اور مخاطب دونوں کا بطور معہودیت کے واقف ہونا شرط علمیت ہے جو مرزا صاحب کو حاصل نہیں اسلئے سوا حضرت نبی کریم کے مرزا صاحب اور کوئی دوسرا شخص بھی اس کا مصداق ہرگز نہیں ہو سکتا۔" (صفحہ ۱۱)

کیا سید صاحب کے ناحق پر ہونے کی یہ دلیل کافی نہیں۔ کہ ان کی زبان پر وہ اعتراض آتے ہیں جو غیر احمدیوں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ پھر اسپر جو اعتراض وارد ہوتا ہے اس کا بھی سید صاحب نے ذکر کیا ہے یعنی حضرت عیسےٰ کی پیشگوئی کے وقت نبی کریم کب موجود تھے جو معہود اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معلوم ہو کر اسم علم کے مصداق ہوں اسکا جواب یہ دیا ہے کہ نبی کریم آدم کے وقت سے تمام انبیاء کے نزدیک معہود اور معلوم تھے کیا یہی جواب ہماری طرف سے بھی قبول کیا جا سکتا ہے کیونکہ مسیح موعود جس کا نام احمدؐ ہے آدم کے وقت سے تمام انبیاء اور پھر خاتم الانبیاء کا معہود اور معلوم تھا۔

(۲)

سید صاحب الوصیۃ کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں کہ بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا۔ اور فرماتے ہیں کہ اس اعزازی خطاب سے آپ نبی نہیں ہو سکتے کیونکہ جملہ خطابات میں مجازی ہوا کرتا ہے۔" (صفحہ ۲۶)

گذارش ہے کہ پھر حضرت مرزا صاحب مسیح و مہدی بھی مجازی ہوئے آپ فی الحقیقت مہدی اور مسیح نہ تھے بلکہ جیسا کہ آپ نے القول المجد میں اعتراض کی صورت میں لکھا ہے نبی کریم کا موعود جو فی الواقعہ و فی الحقیقت مہدی و مسیح ہوگا۔ پھر کسی زمانہ میں آئیگا گویا آپ بھی غیر احمدیوں کے ساتھ ابھی انتظار میں شامل ہیں دیکھئے حضرت صاحب چشمہ معرفت صفحہ اول پر فرماتے ہیں۔

"جب سے خدا نے مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود کا خطاب دیا ہے۔"

اب سید صاحب کا کلیہ جاری کیجئے جملہ خطابات مجازی ہوا کرتے ہیں۔ پس حقیقی مسیح موعود تو کوئی اور ہے حضرت مرزا صاحب مجازی مسیح موعود تھے۔

(۳)

سید صاحب بار بار من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب کو پیش کرتے ہیں کہ دیکھو حضرت صاحب رسول ہونے سے انکار فرما رہے ہیں۔ دیکھو اظہار النصائح صفحہ ۴۵

"صورتیکہ رسول ہونے سے جو خود انکار کرتا ہو ۔ من نیستم رسول"۔ مگر کیا نبی رسول ہونے سے ہے اس سوال کا جواب سید صاحب کے ذمہ ہے ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس کا یہ شعر ہے اسنے اسکے یہ معنی لکھے ہیں دیکھو ایک غلطی کا ازالہ

"اور میرا یہ قول کہ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب اسکے معنے صرف اسقدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔" (صفحہ ۶)

(۴)

سید صاحب فرماتے ہیں:۔

"اور نہ یہ اعتقاد رکھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود میں وہ تمام کمالات جمع ہیں جو نبی کریم میں تھے۔"

اب وہ بھی سن لیں جو حضرت سید صاحب کے مرشد صاحب فرماتے ہیں:۔

"ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کیلئے تھا آخری زمانے کے لئے مقدر تھا۔ سودہ ظاہر ہو گیا۔" (صفحہ ۱۱ غلطی کا ازالہ)

اب فرمائیے اگر آپ وہ عقیدہ نہیں رکھ سکتے جو مسیح موعود کا ہے تو ابتک بیعت میں انکی کیوں ہیں؟

(۵)

سید صاحب فرماتے ہیں۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنے جری کے معنے لغت عرب میں وکیل اور قاصد کے لکھے ہیں اور بمعنی نبی کسی لغت میں نہیں لکھے وکیل ہونا چیزے دیگر است و لباس انبیاء میں ہونا دوسری بات ہے لباس نبی کا پہن لینے سے کوئی شخص نبی یا رسول اللہ نہیں ہو سکتا۔"

گویا سید صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ ایک بہروپیا تھے کہ نبیوں کے کپڑوں میں لبادہ کر آگئے تاکہ لوگوں کو دھوکہ ہو کہ آپ نبی ہیں۔ مگر آپ نبی نہیں تھے سید صاحب افسوس کی بات ہے کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی وردی کوئی پہن کر آئے تو رعایا پر لازم ہو کہ اسے سپرنٹنڈنٹ سمجھے اور اسکی وہ تعظیم تکریم کرے جس کا وہ مستحق ہے اور اگر دھوکہ بازی ہے۔ تو خود سزایاب ہو۔ مگر خدا کی طرف سے نبیوں کی وردی پہنکر ایک مامور آتا ہے وہ ہے بھی صادق۔ مگر ہمپر لازم ہے کہ اسے دیکھکر پڑھیں۔ بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش۔ استغفر اللہ! ثم استغفر اللہ!! اور اسے نبی نہ مانیں۔ آپ تو جری اللہ کے معنے رسول اللہ کسی لغت میں نہیں پاتے۔ اور اسے بے حقیقت پاتے ہیں مگر حضرت مسیح موعود براہین حصہ پنجم میں فرماتے ہیں۔

"یہ فقرہ کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء بہت تفصیل کے لائق ہے جس کا یہ پنجم حصہ براہین متحمل نہیں ہو سکتا۔"

اور فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی رسول خدا تمام گذشتہ انبیاء کے پیرایوں میں۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"جری اللہ فی حلل الانبیاء جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے "

اور اسی صفحہ پر ارشاد کرتے ہیں۔

"اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جسقدر نیک اور ابتباز مقدس نبی گذر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں اسکے نمونہ ظاہر کئے جائیں سو وہ میں ہوں۔"

(صفحہ ۹۰)

ایک احمدی تو شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے جب اسکے خلاف اپنی تحریر دیکھے۔ مگر آپ شاید زیادہ پختہ کار ہیں۔

(۶)

سید صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو خلافت سیاسی کا بھی دعویٰ ہے چنانچہ الفضل ۲۸ نومبر میں ایک عنوان زریں موقعہ کا قائم کر کے بڑی تفصیل کے ساتھ اس مضمون پر زور دیا ہے خدا کے ہاتھ فروخت کئے ہوئے مال کے دینے کا موقعہ ابھی سے شروع ہو گیا ہے اور اپنے نفسوں کے دینے کا وقت عنقریب آنے والا ہے۔"

اس قسم کی عبارت کو نقل کر کے دیا مجھے بھی کر کر کہنا چاہیئے کیونکہ متبوع جو ہوئے اور میں تابع) سید صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس کے خلاف ایسی عبارتیں کیوں لکھیں گئیں جس سے سیاست کی بو آتی ہے یہ تو میں مانتا ہوں کہ تمام بلڈنگس میں آکر مولنا کی قوت شامہ بہت تیز ہو گئی ہے قوت امتیاز کے بجا رہنے کا مجھے اقرار نہیں سیاست کی بو آپ کو بیشک آرہی ہے مگر ذرا غور سے دیکھئے بھالئے اپنے گرد و پیش کی خندق ہی میں یہ سب کچھ پالو گے۔ قادیان تک سونگھنے کی ضرورت نہیں۔

معزز ناظرین بات در اصل یہ ہے کہ سالانہ جلسہ کے لئے ایڈیٹر صاحب الفضل نے جماعت کو مدعو کیا ہے۔ اور تحریک کی ہے کہ سب کے سب آؤ۔ اور چونکہ

جلسہ کے اخراجات کے لئے روپیہ پہلے درکار تھا اسلئے لکھا کہ اموال کے دینے کا موقعہ تو ابھی سے شروع ہو گیا اور پھر اس جاڑے میں سفر کی صعوبت وغیرہ مشکلات تھیں اسلئے لکھا کہ نفسوں کو خدا کی راہ میں ڈالنے کا موقعہ بھی قریب ہے۔ یعنے ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر سیاق وسباق انہی معنی کا مؤید ہے اور میں سید صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ بتراضی فریقین ۳ منصف مقرر کرلیں جس کے حق میں فیصلہ ہو۔ وہی فریق حق پر سمجھا جائے۔ سید صاحب اس قسم کے افتراؤں سے کیا بنتا ہے؟ جلسہ سالانہ پر پہلے بھی احمدی آتے تھے اب بھی آتے ہیں۔ تو کیا یہاں جنگ کرنے کے لئے آیا کرتے ہیں پھر اگر میں یہی، یا اس قسم کے فقرے خود آپ کی کتابوں سے تحریروں سے پھر مولوی محمد علی کی تحریر سے اور خود پیغام صلح سے دکھا دوں تو آپ مان لینگے کہ میں (احسن) نے افترا کیا تھا۔ مولوی صاحب آخری عمر ہے اور آپ تو طوعاً وکرہاً سنت مسیح پوری کرنے آئے ہیں خدا کا خوف چاہئے وہ الزام کیوں دیتے ہو جو ہم میں نہیں۔ کیا آپ قسمیہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت اولوالعزم کو سیاسی خلافت کا دعویٰ ہے۔

(۷)

سید صاحب اپنے فاضل ہونے کا ثبوت یہ سمجھتے ہیں کہ دوسروں کو جاہل کہا جائے یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کو معصوم ثابت کرنیکے لئے دوسرے راستبازوں کو گنہگار ٹھہرایا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"کہ تفسیر کشاف کی تفسیر کسی آیت کے متعلق یا کتاب مطول یا مدیبویہ کا ورق کسی مقام سے اپنے حسب دلخواہ صرف قریب ایک ورق سے سبق کے طور پر پڑھونگا وہ ایک ورق مجھکو سمجھا دیں" (صفحہ ۲۲)

مولانا میں نے حضرت خلیفۃ اول کے شاگردوں سے دریافت کیا ہے وہ آپ کو سبق پڑھانے کے لئے (جس کا شوق آپکو اس بڑھاپے میں ہوا ہے) طیار ہیں۔ اور پیغام بلڈنگس میں بھی آنے کو آمادہ گو شاگرد کو استاد کے حضور حاضر ہونا چاہئے۔ مگر یہ ہم الٹے بات الٹی یار الٹا۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ پہلے ہم پر ثابت ہونا چاہئے کہ سید محمد احسن اس قابل ہیں کہ وہ سیبویہ یا مطول یا کشاف پڑھ سکتے ہیں۔ اسلئے پہلے تین علماء مسلمہ طرفین کے روبرو آپ کا امتحان لیا جائیگا جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ آپ میں یہ استعداد ہے یا نہیں کہ سیبویہ یا مطول سمجھ سکیں کیونکہ اگر شاگرد ہدایۃ النحو سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتا تو سیبویہ کس طرح سمجھ سکتا ہے اور اگر مختصر ہی نہیں سمجھ سکتا۔ تو مطول کیا سمجھے گا۔ پس اگر آپ آمادہ ہوں تو آپکے استاد صاحب یہاں سے تاریخ مقررہ پر پہنچ جائینگے۔

دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ بتراضی فریقین تین ممتحن مقرر ہوں وہ سیبویہ۔ مطول کشاف کے پرچے لکھکر آپ کو اور مولانا خلیفہ اول کے ایک شاگرد کو دیدیں اور آمنے سامنے بیٹھکر جواب لکھیں پھر دیکھیں کون زیادہ نمبر پاتا ہے اور کون فیل ہوتا ہے مولانا! آپ تو بڑے متین تھے یہ کیا بودی باتیں آپ فرما رہے ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

وہ

"جن کو جان جہاں کہوں یا جان جانان بتلائے گئے۔ تو ساتھ جانے والوں کو بھی ساتھ لے لیگئے۔ بندہ درگاہ نے سوچا کہ جسم تو کمزور ہے پر روح مستعد۔ اپنے بادپیما پر سوار ان کے پہنچنے سے پہلے پہنچ گیا اور وہاں اپنی نحوہ تعشق کیساتھ کچھ ترنم سازی کرکے واپس چلا آیا۔ جی میں آیا کہ اب یہاں بھی بطور استقبال کچھ حال عرض کروں مگر نازک مزاج شاہاں تاب سخن ندارد ماضی پر اکتفا کیا گیا آپ بھی دیکھ لیجئے" (ایڈیٹر)

بٹانے والو! خوش ہو جاؤ۔ پھر ابر بہار آیا
مرے محبوب کے چہرے کی رنگت کا نکھار آیا
وہ جس کی ایک ٹھوکر مایۂ عیش دو عالم ہے
وہی۔ ہاں ہاں وہی محو خرام ناز۔ یار۔ آیا
وہ جس کا نقش پا۔ چشمک زنی تاروں پہ کرتا ہے
وہی "بدر الدجیٰ" "شمس الضحیٰ"۔ انوار بار آیا
غلام احمد جو قابض ہے قلوب اہل تقویٰ پر
اسی کی شان لیکر وہ بصد عز و وقار آیا

غلام احمد۔ کہ ہے کوہ گران سطوت مذہب
اسی کان ہدیٰ کا ایک لعل آبدار آیا
غلام احمد۔ کہ یکسر چھا گیا میری طبیعت پر
اسی کی آن جب دیکھی تو دل۔ بے اختیار آیا
غلام احمد کہ از سر تا بپا آنکھوں میں بستا ہے
اسی کے حسن کا جلوہ نظر آیا۔ تو پیار آیا
وہ میرا گیسوؤں والا۔ وہ جس کا چاند سا مکھڑا
تبسم کرتے کرتے آج بعد از انتظار آیا
لگا دو مرہم ان زخموں پہ پیارے ماہ پارے تم
اٹھا تا صد مے فرقت تمہارا دل فگار آیا
محبان صبوحی کش میں کیسا جوش پھیلا ہے
یہ میخانہ میں دیکھو کون ساقی اب کی بار آیا
نہ میرا شوق وہ مانیں نہ ان کا ذوق ہم جانیں
نہ ان کو اعتبار آیا۔ نہ ہم کو۔ اعتبار آیا
وہ زندہ روز کرتے ہیں تو ہم بھی روز مرتے ہیں
یہ مرنے جینے کا کیا خوب عہد خوشگوار آیا
قیامت خیز چال انکی کئی مرغے جلائے گی
ہزاروں تربتیں ٹھوکرانے۔ میرا شاہسوار آیا
کہاں تک بھاگ کر جاؤ گے آخر قابو آؤ گے
کہ وہ مغل سمرقندی۔ پئے عزم شکار آیا
غلام احمد۔ غلام احمد۔ زباں پر میری رہتا ہے
جو ہو کر مظہر احسان و حسن کردگار آیا
وہی دلدار ہے میرا۔ اسی سے پیار ہے میرا
کہ جس کا نام لینے سے مجھے صبر و قرار آیا
انہی آنکھوں سے کیا پھر جلوۂ محبوب دیکھونگا
کہ جن سے "مرے اکمل خستہ جگر" یوں اشکبار آیا

یاددہانی

۔ جن اصحاب کا چندہ جنوری ۱۹۲۷ء کو ختم ہو گیا تھا۔ ان کے نام وی۔ پی چار چار ماہ کے چندے کے لئے دفتر سے روانہ ہونے مگر افسوس کہ بعض دوستوں نے بلاوجہ معقول وی پی واپس کر دیئے۔ جس کی شکایت آئندہ مفصل عرض کرونگا۔

ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا ہمارے دلوں میں رسول اللہ کی عزت نہیں ہے اور ضرور ہے

شریف بی بی ایک زنانہ اخبار ہے جو لاہور سے ہفتہ وار فاطمہ بیگم منشی فاضل کی ایڈیٹری میں نکلتا ہے اسمیں ایک ناول چھپ رہا ہے جسکی لکھنے والی ایک مشہور مضمون نویس صاحبہ ہیں مجھے بہت افسوس ہے کہ ۱۱ دسمبر کی اشاعت میں چند کلمات اس افسانے میں ایسے لکھے گئے ہیں جنکے پڑھنے سے احمدیت کے متعلق غلط فہمی پیدا ہوتی ہے اور وہ عبارت یہ ہے:-

"پھر جب احمدی فرقے کے بچے احمد اللہ سے دو سو نہ ہوئے تو ان سے بھی زیادہ سنگدل اور سخت ہو گئے۔ بزرگان ملت و پیشوایان دین تو ایک طرف رسول کریم صلعم کی تعظیم و تکریم کا خیال بھی پس انداز تھا"

ہم جنکے جسم و روح کا ذرہ ذرہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت سے لبریز ہے اگر آپکی تعظیم و تکریم کا خیال نہیں رکھتے تو بلا تامل یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسوقت روئے زمین پر کوئی بھی ایسا متنفس نہیں جو رسول اللہ کی حقیقی تعظیم و تکریم کرنیوالا ہو درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے بتاؤ اسوقت رسول اللہ صلعم کے لائے ہوئے دین کی اشاعت میں کس جماعت کا قدم پیش پیش ہے اور کون اپنے اموال کا کثیر حصہ ایک عرصہ سے محض دین کیلئے وقف کر رہا ہے اور کس گروہ نے ان کتابوں کا جو آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے اسلام جیسے پاک مذہب کی تردید میں شائع ہوئی جواب شائع کیا اور کس فرقہ نے اس زمانہ میں کہ تمام دنیا کی حرکت دنیا کیطرف ہے دین کو مقدم کرنیکا عہد ایک برگزیدۂ ربانی کے ہاتھ پر کیا پھر عقاید کے لحاظ سے دیکھو ایک فریق ہے جو اس بات کا قایل ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک نبی دو ہزار برس سے زندہ آسمان پر موجود ہے مگر رسول اللہ جیسا قیمتی وجود ۶۳ برس کی عمر میں وفات پا گیا اور مدینہ کی خاک میں منوں مٹی کے نیچے دبا پڑا ہے اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کا وہ نبی فوت ہو گیا اور کشمیر میں اسکی قبر موجود ہے ہاں عرب کا امی نبی زندہ ہے اور اسکے زندگی

فیض سے ابتک وحی و الہام کی نعمت سے متمتع ہو رہے ہیں اسکے خدام موجود ہیں اب ہماری بہن بتائیں کہ رسول کریم کی حقیقی تعظیم کس فریق کے دل میں ہے پھر ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ جب امت محمدیہ بگڑ جائیگی اور خدا کی ہدایت پر قائم نہ رہیگی تو اسکی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ کا ایک خلیفہ آسمان سے نازل ہوگا اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ نہیں ایسی حالت میں خود محمد رسول اللہ کے غلاموں میں سے ایک غلام خدا سے الہام پا کر کھڑا ہوگا اور وہ ثریا پر گئے ہوئے ایمان کو واپس لائیگا اب بتائیں کہ حقیقی عزت رسول کریم صلعم کے کس گروہ میں ہے ایک فریق کا اعتقاد ہے کہ مس شیطان سے صرف حضرت عیسےٰ اور اسکی ماں محفوظ ہیں۔ دوسرا فریق کہتا ہے یہ غلط ہے بلکہ ہر عیسیٰ صفت مولود اسمیں داخل ہے اور انبیاء تو بالخصوص خصوصاً نبیوں کا سردار محمد رسول اللہ اس زبردست قوت قدسیہ کا مالک تھا کہ اسکا شیطان مسلمان ہو گیا تھا۔ بلکہ اسکے غلاموں نے کئی شیطانوں کو مسلمان کیا اب بتائیں ہماری بہن کہ حقیقی عزت رسول اللہ کی کس کے دل میں ہے۔

بہن! میں سچ کہتی ہوں اس سے بڑھکر ہم پر کوئی ظلم نہیں ہو سکتا کہ ہم جو دل و جان سے رسول اللہ اور ان کے خلفاء پر فدا ہیں ان کے حق میں یہ کلمہ بولا جائے کہ وہ پیشوایان دین کی عزت نہیں کرتے۔ یا رسول اللہ کی تعظیم کا خیال تک انمیں نہیں رہتا کیا اچھا ہو کہ آپ کچھ دن قادیان میں آکر خود دیکھ جائیں کہ آیا ہم لوگوں کا اٹھنا بیٹھنا جاگنا سونا بات چیت میل ملاقات اسلام کے ماتحت رسول اللہ کا بول بالا کرنے کے لئے ہے یا نہیں اگر یہاں آسکو تو لکھنؤ ہمارے کئی بھائی رہتے ہیں۔ برادرم مکرم مرزا کمیر الدین احمد ہیں بشیرت گنج محلہ میں ان کی زوجہ محترمہ سے ملئے۔ اگر چار دیواری سے لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی صدا نہ آئے ہو تو پھر شکایت کریں۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا تو پھر چند رسالے اس سلسلہ کے بانی مرسل ربانی احمد قادیانی کے لکھے ہوئے پڑھنے کی تکلیف گوارا کریں اور ہمیں خدا واسطہ کی شہادت دیں کہ آیا اس کے پیرو رسول اللہ کی عزت کرتے ہیں یا نہیں۔ کیا جس زبان سے یہ شعر نکلا ہو ؎

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچۂ آل محمد است

اور جس نے کہا ہے ؎

بسے سہل است از دنیا بریدن
بہ یاد حسن و احسانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمد ہست برہانِ محمدؐ

اور جس نے اعلان کیا ہو ع

خاک راہِ احمد مختار ہیں

اور پھر لکھا ہو ؎

ربط ہے جان محمد سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

اس سے ماننے والوں اس سے فیض پانے والوں کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ رسول اللہ کی عزت نہیں کرتے بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے۔

میں امید کرتی ہوں کہ میری بہن اس شرافت سے کام لیکر جو فرقۂ نسواں کا مایۂ اعزاز ہے اپنے فقرات واپس لینگی جن سے ایک بہت بڑی جماعت کی دل آزاری ہوئی ہے ایسے ہی پیشوایانِ دین بزرگانِ ملت کی بیعزتی کی بابت جو آپ نے لکھا کہ کون پیشوایان دین اور بزرگان ملت مراد ہیں وہ جنکے فتاوے قیمتاً بکتے ہیں اور بجز کافر گر مسلمین ہونے کے اور کوئی کام نہیں کر سکتے اور جو مسواکوں کی لمبائی پر ہی آپس میں گتھم گتھا ہوتے رہتے ہیں اور ابتک اپنے خطبوں میں سلطان عبد الحمید غازی کو خلیفۃ المسلمین سناتے رہتے ہیں یا وہ بزرگانِ ملت جو میز کے سامنے تو اسلام اسلام اور قوم قوم پکارتے ہیں اور جب نماز کا وقت آتا ہے اور مؤذن محمد رسول اللہ کا تقرر کیا ہوا مؤذن حی علی الصلوٰۃ پکارتا ہے تو وہ کمرے میں ایک آرام کرسی پر جا لیٹتے ہیں اور بیگار کے دھوئیں سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کا انجن بنجاتے ہیں جب اسکی تفصیل آجائیگی اور ان کی جو ہتک کیجاتی ہے اسکا ثبوت دیا جائیگا تو پھر پورا جواب دیا جائیگا۔ (سکینۃ النساء قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah